ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جنوری ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

روزہ اور اُس کا فلسفہ

محترم ظہیر احمد خان صاحب ۔ دارالافتاء ربوہ

جب کوئی صاحب دانش و حکمت کسی بات یا کام کا ارادہ کرتا ہے تو ضرور اُس کے پیچھے کوئی مقصد اور حکمت ہوتی ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ ۔ خدا تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق و مالک اور حکیم کی صفت کے مطابق تمام دانائیوں کا سرچشمہ ہے ۔ اس کا ہر حکم اور امر کسی نہ کسی حکمت پر مشتمل ہے ۔ خواہ اس کی حکمت وہ بتائے یا بعض مصلحتوں کے پیش نظر اسے پوشیدہ رکھے ۔ یہی مضمون قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (آل عمران : ۱۹۲)

یعنی دانا انسان کائنات پر غور کرتے ہوئے پکار اٹھتا ہے کہ اے ہمارے رب تو نے یہ تمام عالم بے مقصد اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا ۔ ایسے بے مقصد کام کرنے سے تیری ذات پاک ہے ۔ پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے ۔ یعنی ہماری زندگی کو بے مقصد بننے سے بچالے ۔

پس قرآن کریم کے اس ارشاد کے تابع خدا تعالیٰ کا ہر حکم کسی نہ کسی مقصد اور حکمت پر مبنی ہے ۔ چنانچہ جو امور خدا تعالیٰ نے انسان پر فرض کئے ہیں ۔ خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے اجتماعی احکام ہوں یا انفرادی سب کے سب کوئی نہ کوئی حکمت ضرور اپنے ساتھ رکھتے ہیں ۔ انہیں احکامات میں سے ایک حکم خدا تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (البقرہ : ۱۸۴)

یعنی اے مومنو ! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح اُن لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذرے ہیں ۔ تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو ۔

یہ ایسا قرآنی حکم ہے جس کے ساتھ ہی "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" کہہ کر اس حکم کی حکمت اور فلسفہ کو بیان فرما دیا گیا ہے ۔ اس کی تفصیل یوں ہے ۔

روزہ عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے ۔ جس کا انسان کی روح کے ساتھ ساتھ جسم کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے ۔ مذکورہ بالا قرآنی ارشاد میں جن روزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے دراصل یہ ایام

اداریہ

نیا سال۔ اور نیا عزم و عہد

عالمگیر جماعت احمدیہ اور عالمِ انسانیت کے لئے نیا سال مبارک ہو۔ خدا کرے نیا سال ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ ہر نیا طلوع ہونے والا سورج امن و سلامتی کا پیامبر ہو اور اس کی زرد کرنیں فرحت و انبساط اور سکینت و محبت پر منتج ہوں۔ آمین

گزرا ہوا سال اپنے پیچھے کچھ یادیں اور نقوش چھوڑتا ہے۔ کچھ خوشگوار اور حسین نقوش اس سے وابستہ ہوتے ہیں اور کچھ محرومیاں اور تلخیاں بھی ضمیر کو جھنجھوڑتی ہیں۔ اگر محاسبہ کا عمل اندرونی تحریک سے ہو تو تابناک مستقبل کیلئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ وقت گزرتا ہے اور یہ لمحات لوٹ کر واپس نہیں آتے۔ اس پر ملال کبھی مفید ثابت نہیں ہوا۔ تاہم محاسبہ کا عمل اس وقت تک مفید ثابت ہوتا ہے جب تک کسی کا آفتاب زندگی چمکتا ہے۔ اور اس سے ایک نیا عزم کروٹ لیتا ہے۔

فرد ہو یا قوم ہر ایک کا اپنا ایک نصب العین ہوتا ہے۔ جس پر تمام تر جد و جہد کو مرکوز کیا جاتا ہے۔ اور اس سے مفید اور بہتر نتائج کی توقع کی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے معراجِ انسانیت کے لئے بھی ایک عظیم الشان مطمحِ نظر پیش کیا ہے۔ اور وہ مسابقت فی الخیرات ہے۔ چنانچہ فرمایا

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۔　　(سورۃ البقرہ آیت ۱۴۹)

یعنی ہر ایک کا ایک مطمحِ نظر یعنی رُخ منہاج اور مقصود ہوتا ہے۔ جسے وہ اپنے اوپر مسلّط کرتا ہے۔ پس تمہارا مطمحِ نظر نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہو۔ اِسْتَبَقَ کا مفہوم اَرَادَ کُلُّ وَاحِدٍ اَنْ يَّسْتَبِقَ الْاٰخَرَ ہے یعنی ہر ایک نے دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کی۔ اس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ تقاضائے فطرت کے مطابق تمہارے اندر یہ روحِ مسابقت انتہا درجہ تک ہونی چاہیئے۔ یہ تحریک قومی ترقی کیلئے عظیم الشان گُر ہے۔ اور اس کا انحصار قومی یکجہتی اور اتحاد پر بھی ہے۔ ایثار اور قربانی اس کی اساس ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آج جماعت احمدیہ کو اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی اس قرآنی تحریک خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، مالی قربانی ہو یا جانی، اللہ سے محبت ہو یا اسکی مخلوق سے، ہم نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ خدا کرے ہم نئے سال میں اپنے اسی نصب العین کیلئے کوشاں رہیں۔ وباللہ التوفیق　　(ایڈیٹر)

رمضان کے فرض روزے ہیں ۔ اور قرآنی ارشاد كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ سے واضح ہے کہ پہلی قوموں پر بھی یہ عبادت فرض کی گئی تھی ۔ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں روزہ مختلف شکلوں میں پایا جاتا تھا ۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں روزہ کے لفظ کے تحت لکھا ہے کہ دنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو ۔ بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے ۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۹ زیر لفظ FASTING)

تورات اور انجیل میں یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر ملتا ہے ۔ جبکہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں ہندو مت، جین مت اور زرتشتی مذہب کے روزوں کا ذکر ملتا ہے ۔ اسی طرح احادیث نبوی ؐ میں زمانہ جاہلیت میں عربوں میں روزہ رکھنے کے رواج کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔ اگرچہ ان مذاہب کے روزوں کی شکلیں مختلف بیان ہوئی ہیں ۔

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رُکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں ۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جنسی تعلقات رُکے رہنے کا نام صوم ہے ۔ خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کیلئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رُکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کیلئے بطور علامت ہے ۔ اور لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ بھی اسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔ اور یہی اس عبادت (روزہ) کا مقصدِ اعلیٰ ہے ۔

روزہ کی اصل غرض اور فلسفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ ۔ (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ روزے ڈھال ہیں ۔ پس (روزہ کی حالت میں) نہ کوئی شہوانی بات کرے نہ جہالت اور نادانی کرے اور اگر کوئی اس سے لڑائی یا گالی گلوچ کرے تو وہ دو بار کہے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں ۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَإِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ إِنِّيْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِ

إِلَّا السَّهَرَ۔　　　　(مشکوٰۃ)

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رُکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہو۔ کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کا روزہ سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں (کیونکہ وہ روزہ کا فلسفہ نہ سمجھنے کی وجہ سے لغو اور فحش سے نہیں رُکتے) اور کتنے ہی رات کو اُٹھنے والے ہیں جن کا قیام سوائے بے خوابی کے اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

ایک اور حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔　(بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بھی جھوٹ بولنے اور جھوٹ کے مطابق عمل کرنے سے نہیں رُکتا تو خدا تعالیٰ کو اس کے کھانا اور پینا چھوڑ دینے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ان احادیث سے واضح ہے کہ محض بھوکا پیاسا رہنا روزہ نہیں اور نہ عبادت میں داخل ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزہ کی حکمت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا.... مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کرکے تبتل إلی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی رُوح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔"　(بدر ۱۸- جنوری ۱۹۰۷ء)

اسی طرح حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کیلئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہوتے ہیں۔ نماز سے تزکیۂ نفس اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔"　(الحکم ۱۰- دسمبر ۱۹۰۲ء)

(باقی آئندہ)

توحید کے متوالوں سے

قندیلِ حرم تو روشن ہے خاموش ہیں لیکن پروانے
تھا جن کو جنوں جل مرنے کا وہ آج ہوئے کیوں فرزانے
تہذیب کے دورِ حاضر میں ناقابلِ فہم ہے ذوقِ خرد
حق سے ہیں گریزاں اہلِ خرد مرغوب ہیں ان کو افسانے
دیکھو ذرا چشمِ بصیرت سے توحید کی مے کے متوالو!
میخانہ وہی، ساقی بھی وہی گردش میں وہی ہیں پیمانے
"قد افلح" پیش نظر رکھو اس مردِ مزکّی کو ڈھونڈو
جس کے لئے شمس و قمر آئے گردوں سے زمیں پر سمجھانے
دنیا میں ہیں لاکھوں فرزانے لیکن نہیں تاب و تواں ان میں
یہ عشق کا صحرا ہے پیارو۔ مطلوب یہاں ہیں دیوانے
کیا شان ہے آنے والے کی سجدے میں درو دیوار گرے
شہروں کے شہر ہوئے ویراں آباد ہوئے پھر ویرانے
"سیروا" پہ عمل کر کے دیکھو گر دیدۂ عبرت رکھتے ہو
آنکھوں کو جو خیرہ کرتے تھے، برباد ہوئے وہ کاشانے
شبیر خدا کے فضلوں کا پھر ایک منادی آیا ہے
اے کاش زمانہ دیکھے اسے اس مردِ خدا کو پہچانے

—— چوہدری شبیر احمد

تبرکات

درود شریف کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کے دو اہم مکتوب

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے دو اہم مکتوب میر عباس علی صاحب کے نام درج ذیل ہیں۔ جن میں درود شریف پڑھنے کا طریق اور بہتر درود شریف کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مکتوب ۱۵۔ اپریل ۱۸۸۳ء

"درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں۔ کہ جیسا عام لوگ طوطی کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ اُن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے۔ کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے۔ کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے۔ جو اس میں ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے۔ کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے۔ وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا واہمہ پیش نہ کر سکے۔ کہ جس کے اٹھانے سے دل رُک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے۔ کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو۔ جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔ اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا۔ تو درود شریف جیسا کہ میں نے زبانی بھی سمجھایا تھا۔ اس غرض سے پڑھنا چاہیئے۔ کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے۔ اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اِس عالم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیئے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے۔ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہوگا۔ یا یہ درجہ ملے گا۔ بلکہ خالص یہی

مقصود چاہیئے۔ کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبولؐ پر نازل ہوں۔ اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔ اور اسی مطلب پر انعقاد ہمّت چاہیئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہیئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنی دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔ پس جب اس طور پہ درود شریف پڑھا گیا۔ تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے۔ اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔ اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے۔ کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو۔ اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے۔ کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صـ۱۳)

○

مکتوب ۲۶- اپریل ۱۸۸۳ء

"درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں۔ وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے۔ اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبّت اور حضور اور تضرّع سے پڑھنا چاہیئے۔ اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں۔ کہ جب تک ایک حالت رقّت اور بیخودی اور تاثّر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صـ۱۸)

مصطفٰےؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت ⁂ اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ⁂ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

نعت

۱

وہ سکوتِ غار میں ہنگامہ آرائی تری!
انجمن جس پر تصدّق تھی وہ تنہائی تری!
آستانِ ایزدی پر وہ جبیں سائی تری!
بارگاہِ خاص میں یکتا تھی، یکتائی تری!
اشک ریزی کچھ نہ تھی جز آرزوئے انقلاب
تیرے نالوں سے کھنچی دُنیا بسوئے انقلاب

۲

رُوئیں رُوئیں میں سمائی عشق کی تاثیر ہے
جو مصوّر کا ہے آئینہ تو وہ تصویر ہے!
حُسنِ عالمگیر تُو! پروردۂ تقدیر ہے
اور اعجازِ نظر اِکسیر در اِکسیر ہے
تجھے عدُو حیرت زدہ دیکھا جو عفو و درگذر
کہہ اُٹھے بے ساختہ "تُو ہے کوئی فوق البشر"

۳

جلوۂ بے رنگ مضمر تھا دلِ صد چاک میں
عکس اُترے کیا بھلا؟ آئینۂ ادراک میں
کیا تخیّل کا گذر اس بارگاہِ پاک میں!
گنگ گویائی بھی ہے مدحِ شہِ "لولاک" میں
آنکھ کیا دیکھے بھلا نورِ تمامِ مصطفےٰ!
حُسنِ قُدرت کا تجلّی ہے تمامِ مصطفےٰ!

۴

عشق کے صحرا میں وہ ہنگامہ آرا کون ہے؟
ہاں سراپا درد ہاں دردوں کا چارہ کون ہے؟
نُور جو بخشے نظر کو وہ نظارہ کون ہے؟
کون اے کون و مکاں! قسمت کا تارہ کون ہے؟
وہ کہ جس کی گرد رہ میرے تخیّل سے بلند
جس کی شاں رُوح الامیں کے بھی تخیّل سے بلند

۵

محوِ گردش ہیں سدا سیّارگاں تیرے لئے!
آفریدہ ایں جہان و آں جہاں تیرے لئے!
ایں و آں کیا! ہر صدائے "کُن فکاں" تیرے لئے!
کیا مکاں! آغوشِ حق ہے آشیاں تیرے لئے!
درحقیقت گُم ہے تُو حق کی تجلّی گاہ میں
شائبہ تشبیہہ کا باقی ہے مہر و ماہ میں

عبد السّلام اِسلام

بقیہ: درس الحدیث

○ **مقامِ شفاعت:** آپؐ کو شفاعت کا ارفع مقام دیا گیا۔ شفاعت کے لفظی معنے جوڑنے کے ہیں۔ اس مقام پر آپؐ اپنے خدا سے خاص تعلق کا واسطہ دے کر خدا تعالیٰ کے حضور سفارش کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اور یہ شفاعت اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کی سند رکھتی ہے۔

○ **تمام اقوامِ عالم کیلئے بعثت:** آپؐ کا وجودِ رحمت تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے۔ جبکہ دیگر انبیاء خاص قبیلوں علاقوں یا قوموں کیلئے آئے۔ زمان و مکان اور رنگ و نسل کی حد بندیوں سے بالاتر آپ "رحمۃ للعالمین" کے طور پر مبعوث ہوئے۔

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں ❊ رہبرِ ہر اسودہ ہر احمرے

○ **انبیاء کے خاتم:** جمیع انبیاء کے آپ خاتم ٹھہرے۔ آپؐ کے وجود میں سب انبیاء کی صفاتِ جمال و جلال پائی جاتی ہیں اور آپ تمام اعلیٰ درجہ کے کمالات اور فضائل کے حامل ہیں۔ صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم ارفع و اعلیٰ اور اکمل وجود وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں اور آپؐ کا یہ مقام تخلیقِ آدم کے وقت آپ کو عطا ہوا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (مسند احمد ص۶۶ ج۴)

آپؐ نے فرمایا میں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین قرار پایا ہوں جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

سیرتِ طیبہ

ایمان افروز اور روح پرور۔ روایات

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کا تعلق باللہ اور محبتِ الٰہی

مرتبہ:۔ محترم سمیع اللہ صاحب زاہد مربی سلسلہ احمدیہ

(۱)

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایّام طفولیت اور جوانی کے دَور کی تعلق باللہ اور محبت الٰہی سے متعلقہ چند روایات دی جا رہی ہیں جو ایمان و ایقان کو تازگی بخشنے کا موجب ہیں۔

○

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت اقدس مسیح موعود کے بچپن کا ایک عجیب واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ

"آپ (حضرت مسیح موعود) چھوٹی عمر میں ہی اپنی ایک ہم عمر سے (جو بعد میں آپ کے ساتھ بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ

"دعا کرو کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔"

(بحوالہ حیاتِ طیبہ از شیخ عبدالقادر صاحب سوداگرمل ص۱۰)

○

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت ہے کہ

"عبدالواحد صاحب بٹالہ سے قادیان حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے۔ جب کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود کی عمر ۱۵-۱۴ سال کی ہوگی..... عبدالواحد صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت صاحب اس عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا۔ سارا دن (عبادت گاہ) میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔"

(روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی روایت نمبر۱)

○

قادیان کے قریب کے ایک ہندو جاٹ کا بیان ہے کہ

"میں مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود) سے بیس سال بڑا ہوں بڑے مرزا صاحب (والد حضرت مسیح موعود) کے پاس میرا بہت آنا جانا تھا۔ میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس بڑے مرزا صاحب سے ملنے کے لئے آتا تھا تو باتوں باتوں میں پوچھتا تھا کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے لڑکے (یعنی مرزا غلام قادر صاحب) سے تو ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا وہ جواب دیتے تھے کہ

ہاں میرا دوسرا لڑکا غلام قادر سے چھوٹا ہے تو سہی پر وہ تو الگ ہی رہتا ہے.... میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے۔ نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم ص۳)

○

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعود کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو ہمارے دادا صاحب سے ملنے آیا تھا۔ حضرت مسیح موعود کو کہلا بھیجا کہ آجکل ایک ایسا بڑا افسر برسراقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے دادا صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر

"میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ص۷-۸)

سیالکوٹ کی ملازمت کے دوران حضرت مسیح موعود کو آپ کی والدہ محترمہ نے ایک حجام حیات نامی کے ذریعہ چار جوڑے کپڑے بھجوائے (آپ نے ایک جوڑا ازراہِ شفقت اس حجام کو دے دیا) اس حجام نے برسبیل تذکرہ آپ سے ملازمت کے متعلق عرض کیا کہ کیا آپ کو یہ ملازمت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا

"قید خانہ ہی ہے"

(بحوالہ حیات طیبہ از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب سوداگرمل ص۱۹)

سیالکوٹ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد آپ کو ریاست کپور تھلہ کی طرف سے سررشتۂ تعلیم کی افسری کی پیشکش کی گئی ۔ جس سے انکار کرتے ہوئے آپ نے اپنے والد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ

"میں کوئی نوکری کرنی نہیں چاہتا ہوں ۔ دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنا دیا کرو اور روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کرو۔" (حیاتِ طیبہ صـ ۱۸۵)

حضرت مسیح موعود نے اپنے والد محترم کی خدمت میں دنیوی مشاغل سے کلیۃً فراغت دیئے جانے کی غرض سے فارسی زبان میں ایک خط لکھا :

(ترجمہ) "مخدومی حضرت والد صاحب سلامت ! غلامانہ مراسم و فدویانہ آداب کی بجا آوری کے بعد آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ امر مشاہدہ میں آ رہا ہے اور ہر روز یہ بات دیکھی جا رہی ہے کہ تمام ممالک اور قطعاتِ زمین میں ہر سال اس قسم کی وبا پھوٹ پڑتی ہے جو دوستوں کو دوستوں سے اور رشتہ داروں کو رشتہ داروں سے جدا کر دیتی اور ان میں دائمی مفارقت ڈال دیتی ہے ۔ اور کوئی سال بھی اس بات سے خالی نہیں گزرتا کہ یہ عظیم الشان آگ اور المناک حادثہ ظاہر نہ ہوتا ہو یا اس کی تباہی کی وجہ سے شورِ قیامت بپا نہ ہوتا ہو ۔ یہ حالات دیکھ کر میرا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہے اور چہرہ غم سے زرد ۔ اور اکثر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو مصرعے زبان پر جاری رہتے ہیں اور حسرت و افسوس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار　　مباش ایمن از بازی روزگار

(ترجمہ) ناپائیدار عمر پر بھروسہ نہ کر اور زمانے کے کھیل سے بے خبر نہ ہو ۔

نیز فرخ قادیانی (فرخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا تخلص تھا ۔ ابتداء میں حضور نے یہ تخلص کیا بعد میں ترک کر دیا) کے دیوان سے یہ دو مصرعہ بھی میرے زخموں پر نمک پاشی کرتے رہتے ہیں ۔

بدنیائے دوں دل مبند اے جواں　　کہ وقتِ اجل مے رسد ناگہاں

(ترجمہ) اپنے دل کو دنیائے دوں میں نہ لگا کیونکہ موت کا وقت ناگہاں پہنچ جاتا ہے ۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ باقی عمر گوشۂ تنہائی اور کنجِ عزلت میں بسر کروں اور عوام اور ان کی مجالس سے علیحدگی اختیار کروں اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤں تا تلافیٔ مافات کی صورت پیدا ہو جائے ۔

عمر بگذشت و نماندست جز ایامے چند　　بہ کہ در یادِ کسے صبح کنم شامے چند

(عمر کا اکثر حصہ گذر چکا ہے اور اب چند دن باقی رہ گئے ہیں ۔ بہتر ہے کہ زندگی کی جو چند راتیں باقی ہیں ان کو میں خدا کی یاد میں صبح کروں)

باقی صـ ۳۵ پر

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت سیّد میر ناصر نواب ... کا اخلاص، تقویٰ اور ہمدردی خلائق

حضرت میر سید ناصر نواب.... سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ممتاز بزرگ تقویٰ شعار اور نافع الناس وجود تھے۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ساتھ آپ کا خسر ہونے کے ناطہ سے تعلق تھا جو روحانی رشتہ کے علاوہ جسمانی رشتہ میں بھی منسلک کئے ہوئے تھا۔ اور اس طرح آپ کو دورِ آخرین میں بقائے دوام حاصل ہوا۔

تعارف: حضرت میر صاحب.... والد اور والدہ دونوں طرف سے نہایت صاحبِ وجاہت اور ذی شان سیّد خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ناصر امیر کے بزرگ اجداد اسلامی حکومت میں صاحبِ اثر اور مقتدر رہے تھے۔ ان کا تعلق مشہور بزرگ اور شاعر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے روحانی فیوض و برکات سے اس خاندان کو فیض و شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اس خاندان کی عظمت اور شرف و نجابت مسلّمہ تھی۔ جس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ بعض نوابوں جیسے نواب امین الدین خان بہادر اور نواب علاؤ الدین بہادر والیٔ ریاست لوہارو کی لڑکیاں اس مبارک خاندان میں بیاہی ہوئی تھیں۔ حضرت میر صاحب ایّام طفلی میں ہی والد ماجد کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے تھے۔ اور پھر ۱۸۵۷ء کے حالات سے بھی اس خاندان کو ایک امتحان سے گزرنا پڑا۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ دِلّی چھوڑ کر پانی پت آ گئیں۔ جہاں آپ کی پرورش اور تربیت اپنے ننہال میں ہوئی۔

حضرت سیّد میر ناصر نواب..... سب اوورسیئر اور پھر نقشہ نویس کے طور پر پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر سرکاری خدمات نہایت محنت اور دیانت سے بجالاتے رہے۔ قادیان کے قریب موضع ستھیالی میں تعیناتی کے دوران حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ (دعویٰ سے قبل) تعلق پیدا ہوا۔ جو نہایت درجہ عقیدت اور محبت اور بالآخر دائمی اور لازوال جسمانی اور روحانی قربت میں بدل گیا۔ آپ کی جرأت۔ صداقت پسندی استقلال۔ مداہنت سے نفرت، اکلِ حلال پر مداومت۔ عبادت کی پابندی پر دوام۔ تقویٰ و اخلاص۔ سلسلہ حقہ کی تائید، ہمدردیٔ خلائق کیلئے ہر قسم کی قربانی کے حقیقی جذبہ نے آپ کو بقائے دوام دیا ہے۔ اور آپ کی سیرت و کردار سے قرنِ اوّل کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

آپ کا مقام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ؑ کی نظر میں: حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی

تحریرات کے متعدد مقامات پر حضرت میر صاحب..... کے بارہ میں اظہار خیال فرمایا۔ لیکن ازالۂ اوہام کی تحریر میں آپ کے مقام و مرتبہ کے متعلق تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حِبّی فی اللہ **میر ناصر نواب صاحب**۔ میر صاحب موصوف علاوہ رشتہ روحانی کے رشتہ جسمانی بھی اس عاجز سے رکھتے ہیں کہ اس عاجز کے خسر ہیں۔ نہایت یک رنگ اور صاف باطن اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے اتّباع کو سب چیز سے مقدّم سمجھتے ہیں اور کسی سچائی کے کھلنے سے پھر شجاعت قلبی کے ساتھ بلا توقّف قبول کر لیتے ہیں۔ حُبّ للہ و بُغض للہ کا مومنانہ شیوہ ان پر غالب ہے کسی کے راستباز ثابت ہونے سے وہ جان تک کا بھی فرق نہیں کر سکتے اور کسی کو ناراستی پر دیکھ کر اس سے مداہنت کے طور پر کچھ تعلق رکھنا نہیں چاہتے۔ اوائل میں وہ اس عاجز کی نسبت نیک گمان تھے مگر درمیان میں ابتلاء کے طور پر اُن کے حُسنِ ظن میں فرق آ گیا۔ چونکہ سعید تھے اس لئے عنایتِ الٰہی نے پھر دستگیری کی اور اپنے خیالات سے توبہ کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ ان کا ایک دفعہ نیک ظنی کی طرف پلٹا کھانا اور جوش سے بھرے ہوئے اخلاص کے ساتھ حق کو قبول کر لینا غیبی جذبہ سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے اشتہار ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۱ء میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ میں ان کے حق میں بدگمان تھا لہٰذا وقتاً فوقتاً نفس و شیطان نے خدا جانے کیا کیا ان کے حق میں مجھ سے لکھوایا جس پر آج مجھ کو افسوس ہے۔ اگرچہ اس عرصہ میں کئی بار دل نے مجھے شرمندہ کیا لیکن اس کے اظہار کا ایک وقت مقدّر تھا۔ میں نے جو کچھ مرزا صاحب کو فقط اپنی غلط فہمیوں کے سبب سے کہا نہایت بُرا کیا۔ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اس توبہ کا اعلان اس لئے دیتا ہوں کہ میری تحریر کے سبب سے کوئی وبال میں نہ پڑے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص میری کسی تقریر یا تحریر کو چھپوا دے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو میں عند اللہ بَری ہوں اور اگر کبھی میں نے مرزا صاحب کی نسبت اپنے کسی دوست سے کچھ کہا ہو یا شکایت کی ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں معافی مانگتا ہوں۔" (روحانی خزائن جلد ۳ ص ۵۳۵۔۵۳۶)

حضرت اقدس ؑ کی یہ ایک جامع تحریر ہے جس سے حضرت میر ناصر نواب..... کے محاسن اور پاک باطن ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور آپ کی زندگی ایسے اوصاف اور خوبیوں کی آئینہ دار ہے جو درحقیقت حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشان تاثیراتِ قدسیہ کی مرہونِ منّت ہے۔ اسی پاکیزہ سیرت کی چند جھلکیاں ہدیہ قارئین ہیں۔

○

حضرت میر صاحب کی بیعت اور روحانی تعلّق کی مضبوطی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی فرماتے ہیں:۔

"حضرت میر صاحب قبلہ کا تعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وقت سے تھا جبکہ ابھی آپ نے کوئی دعویٰ بھی نہ کیا تھا۔ حضرت میر صاحب ٹھیالی والی نہر پر اوورسیئر تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اپنے وقت کے اخلاص و محبت سے کبھی بعض تحائف بھی لے آتے تھے اور پھر رشتہ کے بعد ایک دوسرا تعلق بھی قائم ہو گیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب خدا تعالیٰ کی وحی سے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کو پرانے اعتقادات کی بناء پر آپ سے اختلاف ہوا اور وہ ......
الحبّ للہ والبغض للہ کے عامل تھے اور انہوں نے دنیوی رشتہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے حضرت اقدس کی مخالفت کی اور علی الاعلان مخالفت کی۔ یہ مخالفت ان کی حنفیت کی مؤید و مظہر ہے۔ انہوں نے جب تک آپ کے دعاوی کو سمجھ نہیں لیا محض رشتہ کے تعلقات کی بناء پر قبول کرنے سے انکار کیا اور نہ صرف انکار بلکہ انکار پر اصرار اور اصرار ہی نہیں مخالفت کا اظہار اپنے قلم سے کیا۔ مشہور مخالف مولوی محمد حسین صاحب نے انکی نظموں کو بڑے فخر سے اپنے رسالہ میں شائع کیا۔ لیکن ۱۸۹۲ء کا ماہ دسمبر حضرت میر صاحب قبلہ کے لئے ابرِ رحمت بن کر آیا اور ان کے تمام حجاب دور ہو گئے۔ اور آخر وہ جسمانی تعلقات کے رشتہ سے آگے گزر کر روحانی تعلقات میں بھی مضبوط ہو گئے۔ سالانہ جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باصرار ان کو بلایا اور اس جلسہ میں شمولیت ہی ان کے لئے راہ نما ثابت ہو گئی۔ پھر ایسے آئے کہ دنیا کی کوئی چیز ان کو اس مقام سے جنبش نہ دے سکی۔" (حیاتِ ناصر صفحہ ۶۰-۶۱)

۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں شرکت کی روئیداد حضرت میر صاحب کے الفاظ میں ایمانوں کو تقویت بخشنے کا موجب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں نہ صرف مخالف بلکہ بدگو بھی .... جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے .... مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا۔ اور محروم رہتا مگر یہ انہی کا حوصلہ تھا .... ۲۷ تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان میں پہنچا۔ اس وقت مولوی حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کی تائید میں بیان کر رہے تھے .... پھر حامد شاہ صاحب نے اپنے اشعار مرزا صاحب کی صداقت اور تعریف میں پڑھے۔ لیکن چونکہ مجھے ہنوز رغبت نہیں تھی اور میرا دل غبار آلود تھا کچھ شوق اور محبت سے نہیں سنا ....

جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی نظر سُرمہ کی سلائی تھی جس سے غبارِ کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا۔ اور غیظ و غضب کے

نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا - اور کچھ کچھ مجھے حق نظر آنا شروع ہوا - اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی .... کُل اہلِ جلسہ جو مرزا صاحب کے زیادہ محبّ تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے - بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا - جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہوگئے اور آنکھیں کھُل گئیں ......

اس جلسہ پر تین سَو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے .... نُور ٹپک رہا تھا - امیر غریب، نوّاب انجنیئر - تھانیدار - تحصیلدار - زمیندار - سوداگر - حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے - ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین - مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں - ورنہ آج کل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریتِ احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے ..."

(راقم ناصر نواب تاریخ ۲ جنوری ۱۸۹۳ء بحوالہ حیات ناصر ص۶۴ تا ۶۶)

○

ایسا امین موجُود ہے

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی .... حضرت میر صاحب کی صاف گوئی اور امانت و دیانت کے بارہ میں امتیازی حیثیت کا ذکر یوں فرماتے ہیں :-

" وہ (حضرت میر صاحب) محکمہ نہر میں ملازم تھے - افسران نہر نے ایک قاعدہ کے ماتحت ان سے سَو روپیہ نقد کی ضمانت طلب کی - ان کے معاصرین نے زرِ ضمانت داخل کر دیا - مگر میر صاحب نے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور فی الحقیقت نہیں تھا - جو کام ان کے سپرد تھا (اُورسیری کا) وہ اس میں ہزاروں روپے پیدا کر سکتے تھے اور لوگ کرتے تھے - مگر وہ حلال اور حرام میں خدا کے فضل سے امتیاز کرتے تھے اور ان کی ملازمت کا عہد رشوت ستانی کے داغ سے بالکل پاک رہا اور اکلِ حلال ان کا عام شیوہ تھا -

غرض انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میرے پاس روپیہ نہیں - دوستوں نے افسروں نے ہر چند کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض لے کر داخل کر دیں - آپ یہی کہتے رہے کہ مَیں قرض ادا کہاں سے کروں گا - میری ذاتی آمدنی سے قرض ادا نہیں ہو سکتا اور رشوت مَیں لیتا نہیں - آخر ان کو نوٹس دیا گیا کہ یا تو روپیہ داخل کرو ورنہ علیٰحدہ کئے جاؤ گے - انہوں نے عزم کر لیا کہ علیٰحدگی منظور ہے - مگر معاملہ چیف انجنیئر تک پہنچا جب اس نے کاغذات کو دیکھا تو اسے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اس کے محکمہ میں **ایسا امین موجود ہے** - وہ جانتا تھا کہ سب اُورسیئر اور اُورسیئر ہزاروں روپیہ کما لیتے ہیں جو شخص ایک سَو روپیہ داخل نہیں کر سکتا اور اسے علم ہے کہ اس عدمِ ادخال کا نتیجہ ملازمت سے علیٰحدگی ہے - قرض بھی نہیں لیتا کہ اس

باقی ص۴۰ پر

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

صلح ۱۳۷۴ ہش

جنوری ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

- اداریہ ص ۲
- مجلس عاملہ انصار اللہ ص ۳
- امام الکلام ص ۴
- کلام الامام ص ۵
- عربی منظوم کلام ص ۶
- فارسی منظوم کلام ص ۷
- درس الحدیث ص ۸
- روزہ اور اس کا فلسفہ ص ۹
- توحید کے متوالوں سے (نظم) ص ۱۲
- درود شریف کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہؑ کے دو اہم مکتوب ص ۱۳
- نعت ص ۱۵
- ایمان افروز اور روح پرور۔ روایات ص ۱۸
- مبارک وہ جو اب ایمان لایا (حضرت میر ناصر نواب ....) ص ۲۱
- ناقابل فراموش قبول احمدیت کی داستان ص ۲۵
- غزل ص ۳۶
- خبرنامہ انصار ص ۳۷
- استحکامِ صحت (نظم) ص ۴۱

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۱

شرح چندہ

پاکستان ———— چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ———— چار روپے

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان ۱۳۷۴ہش / ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برائے سال ۱۳۷۴ہش / ۱۹۹۵ء مندرجہ ذیل مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں خدمت دین اور سلسلہ کا کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

(صدر مجلس انصاراللہ۔ پاکستان)

اراکین خصوصی :

۱۔ مکرم مرزا عبدالحق صاحب

۲۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب

۳۔ مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب

۴۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب

اراکین مجلس عاملہ :

۱۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ۔ صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

۲۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ۔ نائب صدر۔ اوّل

۳۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی ۔ نائب صدر

۴۔ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب ۔ نائب صدر صف دوم

۵۔ مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا ۔ قائد عمومی

۶۔ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب ۔ قائد تعلیم

۷۔ مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر ۔ قائد اصلاح وارشاد

۸۔ مکرم منور احمد صاحب جاوید ۔ قائد تربیت

۹۔ مکرم عبدالسلام صاحب طاہر ۔ ایڈیشنل قائد تربیت

۱۰۔ مکرم مرزا مسرور احمد صاحب ۔ قائد تعلیم القرآن

۱۱۔ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ۔ قائد اشاعت

۱۲۔ مکرم سمیع اللہ صاحب زاہد ۔ قائد ذہانت وصحت جسمانی

۱۳۔ مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب ۔ قائد ایثار

۱۴۔ مکرم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی ۔ قائد تجنید

۱۵۔ مکرم منور شمیم صاحب خالد ۔ قائد وقف جدید

۱۶۔ مکرم خالد محمود الحسن صاحب بھٹی ۔ قائد تحریک جدید

۱۷۔ مکرم عبدالرشید صاحب غنی ۔ قائد مال

۱۸۔ مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب ۔ آڈیٹر

۱۹۔ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری ۔ زعیم اعلیٰ ربوہ

امام الکلام

ہمارا خدا.... جامع صفاتِ کاملہ

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔ اے سُننے والو! سُنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سُنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں......... اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے......... وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئی کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے......... اور اس کے آگے کوئی بات بھی اَن ہونی نہیں اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور ان کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔"

(الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹-۳۱۰)

کلام الامام

توحید ایک زندہ حقیقت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"توحید خالص بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت سے ہی نصیب ہو سکتی ہے .... ایک ہی پاک توحید ہے جہاں کسی غیر اللہ کا کوئی شائبہ نہیں کوئی سایہ بھی نہیں پڑتا۔ وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توحید ہے اس توحید پر کامل بناء کرتے ہوئے دل میں ایک ذرہ بھی شک نہ رکھتے ہوئے آپ کی متابعت کریں تو یہ معراج کی طرف حرکت ہے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آخری مقام کی طرف حرکت ہے۔

..... توحید سے جو سفر شروع ہوتا ہے وہ انسان کو زمین پر نہیں رہنے دیتا۔ وہ مادوں کے ساتھ لپٹائے نہیں رکھتا وہ رفعتیں عطا کرتا ہے۔ اس کے اندر روحانیت لازم ہے توحید ایک زندہ حقیقت کا نام ہے۔ مردہ جسم کا نام نہیں ہے۔ پس وہ لوگ جو توحید پر زور دیتے ہیں جسم مردہ رکھتے ہیں یعنی ان کے روحانی جسم مردہ ہیں ان میں روح نہیں رہتی اور دعا کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ان میں اولیاء پیدا نہیں ہوتے۔ ان میں بلندیوں کی طرف رفعتوں کی طرف پرواز کرنے والے وجود پیدا نہیں ہوتے ان کی توحید وہ توحید نہیں ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توحید تھی ..... پس توحید رفعتوں کا ہی دوسرا نام ہے۔ وہ زمین سے اٹھاتی ہے اور لامتناہی بلندیوں تک لے جاتی ہے۔ اگر آپ توحید پر قائم ہیں اور سچے ہیں تو آپ کی روحانی ترقی ضروری ہے۔ اگر موحّد کہلاتے ہیں اور نہ سچی خوابیں آتی ہیں نہ دعاؤں کی توفیق پاتے ہیں۔ نہ دعاؤں کا پھل ملتا ہے تو بڑی جہالت کی بات ہے۔ بے وقوفی ہے کہ ہم توحید پر ہیں ....

.... پس اپنی توحید کو معنی خیز بنائیں۔ ایسا معنی خیز کہ جس کے نتیجہ میں آپ کو قرب الٰہی کے پھل عطا ہوں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سفر ... توحید سے شروع ہوا۔ توحید پر ختم ہوا اور توحید پر چلتے ہوئے آپ نے جان دی ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ توحید کا یہ سفر وصالِ الٰہی کے بعد مستقلاً جاری رہنے والا سفر ہے۔ اگر خدا لامتناہی ہے تو کوئی وجود خواہ وہ کتنا ہی بلند مقام رکھتا ہو اپنی موت تک خدا کو کامل طور پر پا ہی نہیں سکتا۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں اس کا سفر ہمیشہ خدا کی طرف جاری رہنے والا سفر ہے اور اس سفر میں سب سے آگے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قدم پڑتا ہے اور اسی کا نام قدمِ صدق ہے۔ پس ہم سے یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ بتایا گیا کہ ان لوگوں کو خوشخبری دے دو کہ تمہیں قدمِ صدق عطا ہو گا۔ اس راہ پر قدم رکھنے کی توفیق ملے گی جس راہ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں کے نشان ملتے ہیں۔" (اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۰ اگست ۱۹۹۳ء)

عربی منظوم کلام

فَاَنْتَ لَنَا حِبٌّ فَرِیْدٌ وَّمُؤْثَرُ

پس تُو ہمارا یگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا

اِلٰھِیْ فَدَتْکَ النَّفْسُ اِنَّکَ جَنَّتِیْ　　وَمَا اِنْ اَرٰی خُلْدًا کَمِثْلِکَ یُثْمِرُ

اے خدا! میری جان تیرے پر قربان، تُو میری بہشت ہے۔ اور میں نے کوئی ایسی بہشت نہیں دیکھی کہ تیرے جیسا پھل لاوے

طُرِدْنَا لِوَجْھِکَ مِنْ مَّجَالِسِ قَوْمِنَا　　فَاَنْتَ لَنَا حِبٌّ فَرِیْدٌ وَّمُؤْثَرُ

اے میرے خدا! تیرے منہ کیلئے ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے ردّ کر دیئے گئے۔ پس تُو ہمارا یگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا

اِلٰھِیْ بِوَجْھِکَ اَدْرِکِ الْعَبْدَ رَحْمَۃً　　وَلَیْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاکَ وَمَعْبَرُ

اے میرے خدا! اپنے منہ کے صدقہ اپنے بندہ کی خبر لے۔ اور ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی جائے گذر ہے

اِلٰی اَیِّ بَابٍ یَا اِلٰھِیْ تَرُدُّنِیْ　　وَمَنْ جِئْتُہٗ بِالرِّفْقِ یُزْرِ وَیَصْعَرُ

اے میرے خدا! تُو کس کے دروازہ کی طرف مجھے ردّ کرے گا۔ اور میں جس کے پاس نرمی کیساتھ جاؤں وہ بدگوئی کرتا اور منہ پھیر لیتا ہے

صَبَرْنَا عَلٰی جَوْرِ الْخَلَائِقِ کُلِّھِمْ　　وَلٰکِنْ عَلٰی ھَجْرٍ سَطَا لَا نَصْبِرُ

ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کر لیا۔ مگر تیری جدائی کی ہمیں برداشت نہیں

تَعَالَ حَبِیْبِیْ اَنْتَ رُوْحِیْ وَرَاحَتِیْ　　وَاِنْ کُنْتَ قَدْ اٰنَسْتَ ذَنْبِیْ فَسَتِّرِ

آ میرے دوست! تو میری راحت اور میرا آرام ہے۔ اور اگر تُو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر

وَجَدْنَاکَ رَحْمَانًا فَمَا الْھَمُّ بَعْدَہٗ　　رَأَیْنَاکَ یَا حِبِّیْ بِعَیْنٍ تُنَوَّرُ

ہم نے تجھے رحمان پایا۔ پس بعد اس کے کوئی غم نہ رہا۔ دیکھا ہم نے تجھ کو اُس آنکھ سے جو روشن کی جاتی ہے

(اعجاز احمدی روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۹)

فارسی منظوم کلام

ذاتِ بیچوں کہ نامِ اُوست خدا

وہ بے مثل ذات جس کا نام خدا ہے

ما ہمہ ہیچ اُوست کامل ذات ∴ علم ما چوں شود چو اُو ہیہات

ہم سب بے حقیقت ہیں اور وہی کامل وجود ہے افسوس ہمارا علم اس کے علم کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے

ذاتِ بیچوں کہ نامِ اُوست خدا ∴ کے خیالِ خرد رسد آنجا

وہ بے مثل ذات جس کا نام خدا ہے اس تک عقل کا خیال کیونکر پہنچ سکتا ہے

آنکہ اُو آمد ست از برِ یار ∴ اُو رساند دلستاں اسرار

وہ جو خدا کے پاس سے آتا ہے وہی اس دلستاں کے راز لوگوں کو پہنچاتا ہے

ہست مارا یکے کہ ہر فیضاں ∴ مے شود زاں محافظِ تن وجاں

ہمارا ایک خدا ہے کہ ہر فیضان جو اُس کی طرف سے ہے ہمارے جان و تن کا محافظ ہے

آں خدائے کہ آفریدہ جہاں ∴ ہست ہر آفریدہ را نگراں

وہ خدا جس نے جہان کو پیدا کیا وہی ہر مخلوق کا نگہبان ہے

ہر چہ باید برائے مخلوقات ∴ از لباس و خوراک و راہِ نجات

مخلوقات کے لئے جو بھی درکار ہے مثلاً لباس خوراک اور نجات کا راستہ

خود مہیّا کُند بمنّت وجود ∴ کہ کریم است و قادر ست و وَدود

ان سب کو مہربانی اور احسان سے وہ خود مہیا کرتا ہے کیونکہ وہ کریم قادر اور محبت کرنے والا ہے

خود ندائے بیایدت ز دروں ∴ کہ ز تائیدِ حضرتِ بے چوں

خود تیرے اندر سے ہی یہ آواز آئے گی کہ خدائے بے نظیر ہی کی تائید سے یہ ہو سکتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۶۷-۳۶۸)

درس الحدیث

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست۔ اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔ (مسلم کتاب المساجد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے انبیاء پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت حاصل ہے۔ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں میرے لئے ساری زمین پاک و صاف مسجد اور جائے عبادت قرار دی گئی۔ مجھے ساری مخلوقات کی طرف بھیجا گیا اور مجھے نبیوں کا خاتم بنایا گیا۔

اس حدیث میں چھ فضائل مذکور ہیں جبکہ جامع صحیح بخاری کی ایک حدیث میں پانچ خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ حدیث مسلم سے زائد ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی گئی کہ آپ کو خدا کے حضور شفاعت کا مقام دیا گیا ہے۔ مسلم اور بخاری کی ان احادیث میں آپؐ کی مندرجہ ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں

○ **جوامع الکلم**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام حق و حکمت پر مبنی ہے اور اس میں عالمگیر صداقتیں پائی جاتی ہیں۔ آپ کا کلام مختصر اور جامع ہے مگر اس میں حقائق اور علوم و معارف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ چنانچہ آپ کے چند الفاظ میں عرفان کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ جو نہایت حسین اور دلکش مطالب کے حامل اور ہر ذہنی استعداد کے مطابق ہے۔

○ **نصرت بالرعب**: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رعب سے تائید و نصرت فرمائی۔ بخاری کی حدیث میں ایک ماہ کی مسافت تک اس خداداد رعب کا ذکر ہے۔ اس بات کی شہادتیں تاریخ میں نظر آتی ہیں۔ بظاہر کمزوری اور فقر کے باوجود دشمن کانپتے تھے۔ مدینہ پر حملہ کی نیت سے آنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی آمد کا سنتے ہی بھاگ جاتے۔ قیصر روم کے نام آپؐ کا ایک تبلیغی خط بھی اسی خداداد رعب و نصرت کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے نہایت ادب سے آپؐ کی عظمت کا اظہار کیا۔

○ **اموالِ غنیمت کی حلت**: پہلی شریعتوں میں غنیمت کے مال کو جلا دینے کا حکم تھا مگر آپؐ کیلئے جنگوں میں ہاتھ آنے والا مال غنیمت حلال کیا گیا۔ جو بڑی حکمت پر مبنی تھا۔ اس تعلیم سے ایک تو قومی اموال یونہی ضائع ہونے سے بچ گئے دوسرے حملہ آور ظالم گروہ کو سبق دیا گیا کہ اگر تم دوسروں پر دست درازی کرو گے تو تمہارے اموال مظلوموں کے کام آئیں گے۔

○ **ساری زمین مسجد اور پاکیزگی کا موجب**: انسان کی تخلیق کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادت کیلئے یکسوئی توجہ اور انہماک پاکیزہ مقام چاہتے ہیں۔ جو سفر اور جنگ میں میسر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کیلئے ساری زمین کو عبادت کے لائق ٹھہرا کر موجب رحمت بنایا تاکہ آپؐ کے متبعین مشقت میں نہ پڑیں۔

باقی صـ۱ پر